قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ط واللہ واسع علیم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۷ | مورخہ یکم دسمبر ۱۹۱۹ء سنہ ۶ | دوشنبہ | مطابق ۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۸ ہجری | نمبر ۴۳

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں ۔

حضرت نواب صاحب کی صاحبزادی جس کی پیدائش کی خبر ۲۲ نومبر کے اخبار میں دی گئی تھی ۔ ۲۹ نومبر کو فوت ہو گئی انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

۲۸ نومبر بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ہاتھ پر ایک عیسائی مسلمان ہوا ۔ جس کو حضور نے مختصر طور پر اسلام کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا ۔ اسلام کا خلاصہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ ہے ۔ باقی ساری تعلیم اسی میں آجاتی ہے ۔

جناب قاضی عبداللہ صاحب کی آمد

احباب کرام یہ سنکر نہایت خوش ہونگے ۔ کہ ۲۸ نومبر ۱۹ء بروز جمعہ جناب قاضی عبداللہ صاحب بی ۔ اے بی ٹی مبلغ اسلام ولایت سے بخیر و عافیت قادیان دارالامان پہونچ گئے ہیں ۔ چونکہ جناب قاضی صاحب کی ولایت سے روانگی کے متعلق کوئی پختہ اطلاع نہیں مل سکی تھی اور نہ ہی بمبئی آکر انہوں نے جو تار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو دیا ۔ وہ پہونچا ۔ اس لئے ان کی آمد بالکل اچانک تھی ۔ اور اس کا علم اسی وقت ہوا ۔ جبکہ جناب قاضی صاحب نے مسجد اقصیٰ میں آکر باواز بلند مجمع کو السلام علیکم کہا نماز جمعہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مسجد میں دیر تک جناب قاضی صاحب سے گفتگو فرماتے رہے اس خوشی کے موقع پر ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ میں دو دن کی تعطیل کی گئی ۔

ضروریات سالانہ جلسہ

احباب ! جلسہ کی ضروریات کا ضرور خیال رکھیں ۔ یہی چند روز ہیں کہ روپیہ کی اشد ضرورت ہے، جلسہ پر تو احباب چندہ لائینگے ہی ۔ لیکن جلسہ کی ضروریات کے لئے ہر جگہ سے کچھ نہ کچھ چندہ فوراً ہی آنا چاہیئے ۔ اسمیں تاخیر نہ ہونی چاہیئے ۔ والسلام

عبد المغنی

ناظر بیت المال قادیان

اخبار احمدیہ

(مکمل)

خدا کے نشانات

تھوڑا عرصہ ہوا۔ موضع ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ میں خداتعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک ایسی جماعت کھڑی کی۔ جس نے حق کو قبول کیا۔ اس پر جیسا کہ سنت مستمرہ ہے۔ مخالفین مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اور جس جس رنگ میں ان سے مخالفت بن آتی ہے وہ کر رہے ہیں۔ لیکن خدا سچوں کی حمایت میں گردن کشوں کی گردنیں خم کر رہا ہے۔ اسی موضع میں جو چند واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ وہ مولوی نظام الدین صاحب امام صلوٰۃ احمدیان ڈیریانوالہ نے قلم بند کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھیجے ہیں۔ ہم انہیں مختصراً لکھتے ہیں:۔

اس گاؤں میں ایک شخص غلام الدین قوم نجار تھا بڑھا ہے۔ اس نے حقیقۃ الوحی پڑھنی شروع کی۔ اور ساتھ کے ساتھ حضرت اقدس کی سخت مخالفت اور آپ کی شان بزرگ میں توہین آمیز کلمات کہنے شروع کئے۔ اور دن بدن مخالفت میں بڑھنے لگا۔ اتفاق سے خواجہ کرم داد صاحب احمدی جموتی تبلیغ کے لئے آئے۔ اور انہوں نے غلام دین کی بدگوئیاں سنیں۔ اس کو بلایا اور کہا کہ تم بے ادبی سے باز آؤ۔ ورنہ مسیح موعود کی مخالفت تمہارا خانہ خراب کردیگی۔ مگر وہ شخص اپنی کرتوتوں میں ترقی کرتا گیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کو پکڑا۔ پہلے اس کا بڑا بھائی مرا پھر یتیم بچے چھوڑ کر مر گئی۔

اسی طرح ایک شخص شاہ محمد افغان بہت مخالفت کرتا تھا۔ اس کو ایک احمدی نے روکا۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ اس کا طبیعت تباہ ہو گیا۔ اور ایک بڑا مقدمہ اسپر دائر عدالت ہے تیسرا واقعہ یہ ہے۔ کہ ایک شخص گوہر خاں نام جو مباحثہ ڈیریانوالہ کا بانی تھا۔ اس نے کہا کہ احمدی تو ہمارے مولویوں کی شکل دیکھتے ہی بھاگ جائینگے۔ مولوی احمد الدین صاحب احمدی ساکن نارووال نے کہا کہ تم اپنی خیر مناؤ۔ خدا جانے اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ چنانچہ جب وہ مباحثہ کے لئے پیر جماعت علی شاہ کو علی پور لینے گیا۔ تو وہیں بیمار ہو گیا۔ اور پھر سخت بیمار ہو کر اپنے گھر میں پڑا رہا۔ اور اس کو کچھ ہوش نہ تھا۔ کہ کیا ہوتا ہے۔ کیا نہیں۔ اب اس نے مخالفت بھی کم کردی ہے۔

چوتھا واقعہ یہ ہے۔ کہ ایک شخص شیر خان نام نے مخالفت کی۔ اور چند آدمیوں کو ملا کر احمدیوں کے خلاف مقدمہ دائر کردیا۔ اور بڑا زور لگایا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ مقدمہ خارج ہو گیا۔

بغداد میں تبلیغ

مذہبی حالت۔ اسجگہ مذہب سے بالکل لاپرواہی ہے۔ تعلیم یافتہ لوگ مسلمانوں میں بہت کم ہیں۔ سفلی زندگی کی آلائشوں میں ملوث ہو کر ان کا نصب العین دنیاداری ہو گئی ہے۔ اور ان کی حالت پکار پکار کر کہتی ہے۔ کہ ان کو پھر مسلمان کیا جائے

میں نے کیا کیا۔ میں نے جولائی ۱۹۱۶ء سے کتب تقسیم کرنی شروع کیں۔ اور تا حال خدا کے فضل و کرم سے کر رہا ہوں۔ اور جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے سمجھاتا ہوں۔ کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آ کر چلے بھی گئے۔ مگر تم لوگوں نے نہ جانا۔ اور نہ ماننے کی کوشش کی۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ تا تو تازندہ کئے جاؤ۔

میں عربی میں لائق نہیں۔ اور بالکل معمولی سی عربی جو اس ملک میں بطور محاورہ روزانہ استعمال کی جاتی ہے جانتا ہوں۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میں بذات خود کیا کر سکتا ہوں۔ سوائے تشہیر کتب سلسلہ کے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ وہ سامان پیدا کرے۔ کہ یہاں اعلیٰ پیمانہ پر تبلیغ ہو۔

اسجگہ یہودی۔ عیسائی اور بابی سلسلے کے لوگ ہیں۔ اور مسلمانوں میں شیعوں کا زور ہے۔

سید فتح علی شاہ از بغداد

درخواست ہائے دعا کے متعلق عرض

یہ امر ظاہر ہے کہ احباب جماعت احمدیہ کو بعض اوقات اپنے اپنے مقاصد کے لئے دعاؤں کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا کے فضل سے الفضل میں درخواست دعا کے عنوان سے ضرورتمند احباب کی طرف سے عموماً درخواستیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ مگر میں نے بعض احباب کو دیکھا ہے۔ اس درد کو محسوس نہیں کرتے۔ جو افسوس کی بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جو شخص اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے۔ اس کے جواب میں فرشتے آمین کہتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ لک بمثلہ۔ یعنے تیرے بھی ویسے ہو۔ پس میں اپنے بزرگوں اور دوستوں اور بھائیوں کی خدمت میں درد بھرے دل سے عرض کرتا ہوں۔ کہ ضرورتمند بھائیوں کی درخواستوں پر توجہ کیا کریں یہ ایک تڑپ تھی۔ جو میں نے ان چند سطروں میں ظاہر کر دی بالآخر عرض ہے۔ کہ چونکہ میں ایک امتحان میں شامل ہونیوالا ہوں۔ لہذا احباب عاجز کی کامیابی کے لئے الحاح کے ساتھ دعا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکسار محمد حسام الدین عفاعنہ از قاضی بازار۔ ضلع کیمبل پور

اخراجات سالانہ جلسہ کے لئے انجمن احمدیہ کوہاٹ کا چندہ

جناب ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان دارالامان۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حسب اشاعت ۱۸۔ نومبر ۱۹۱۶ء تحریک کی گئی۔ کہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے کچھ چندہ ہو۔ چنانچہ حسب ذیل احباب نے چندہ کا وعدہ کیا بعض کا وصول بھی ہو گئی ہیں۔ اور بعض قریب الوصول ہیں۔

(۱)	ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب	صہ/
(۲)	خواجہ غلام حسین صاحب اورسیر	للعہ/
(۳)	بابو محمد شفیع صاحب "	صر
(۴)	بابو عزیز اللہ صاحب "	صر
(۵)	منشی بشیر احمد صاحب ڈریسر	عہ/
(۶)	منشی اللہ دتا صاحب سپاہی	سے/
(۷)	خاکسار صدر الدین سکرٹری	عار

نمبر (۶) ایک سپاہی ہیں۔ ان کا چندہ قابل تقلید ہے۔ نمبر (۱) تو ماشاء اللہ سب سے اول قابل تقلید ہیں ابھی گذشتہ ماہ میں للعہ روپیہ چندہ دیا۔ دعا کی درخواست ہے۔ احباب ناظرین دعا کریں۔ خاکسار محمد صدر الدین سکرٹری جماعت احمدیہ کوہاٹ

۸ دسمبر کا پرچہ وی پی ہوگا

ان احباب کے نام جن کی قیمت الفضل ۱۵ نومبر میں ختم ہو گئی۔ وصول کر کے مشکور فرمائیں ورنہ اخبار بند

مینیجر الفضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - یکم دسمبر ۱۹۱۹ء

قرآن کریم پر پنڈت دیانند صاحب کے اعتراض اور آریہ صاحبان کیطرف سے انکے جواب

آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند صاحب نے دیگر مذاہب کی مقدس اور الہامی کتب پر جس ثقاہت اور متانت سے اعتراض کئے ہیں۔ اس کا اندازہ ستیارتھ پرکاش کے باب ۱۳ اور ۱۴ کے پڑھنے سے آسانی کے ساتھ لگایا جاسکتا ہے۔ ان اعتراضات کی حقیقت سے ہر ایک عربی دان اور سمجھدار انسان خوب واقف ہے۔ لیکن خدا کی شان ہے آئے دن پنڈت دیانند صاحب کے پیرو خود ہی ان کے اعتراضات کو غلط قرار دے کر قرآن کریم کی صداقت اور اس کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔

ذیل میں ہم اس کی دو مثالیں پیش کرتے ہیں:۔

قرآن کریم کی سورہ کہف میں ایک آیت ہے جس میں ذوالقرنین کے متعلق ذکر ہے کہ حتیٰ اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ۔ کہ جب ذوالقرنین اس طرف گیا۔ جدھر سورج غروب ہوتا ہے۔ تو اس نے سورج کو ایک کیچڑ والے چشمے میں ڈوبتا ہوا پایا۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ جب ذوالقرنین مغربی ممالک کی طرف گیا۔ تو اسے ایسا معلوم ہوا کہ سورج گویا ایک کیچڑ کے چشمہ میں ڈوب رہا ہے نہ یہ کہ قرآن کریم کی اس آیت سے یہ نکلتا ہے۔ کہ واقع میں سورج ایک کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا ہے۔ لیکن پنڈت دیانند صاحب نے اپنے آپ کو خود ہی محقق کا خطاب دیکر اس آیت کے متعلق نہایت درشت اور سخت الفاظ میں لکھ دیا کہ:۔

"دیکھئے اس کتاب کا مصنف سورج کو ایک جھیل میں رات کے وقت ڈوبتا ہوا سمجھتا ہے اور پھر صبح کو پھر نکل آتا ہے۔ سورج تو زمین سے بہت بڑا ہے۔ وہ کسی ندی جھیل یا سمندر میں کیونکر ڈوب سکتا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوا۔ کہ قرآن کے مصنف کو جغرافیہ یا علم ہیئت نہیں آتا تھا۔ اگر آتا تو ایسی خلاف از علم باتیں کیوں لکھ دیتا۔ اس کتاب کے معتقد بھی بے علم ہیں۔ اگر صاحب علم ہوتے۔ تو ایسی غلط باتوں سے بھرا کتاب کو کیوں مانتے"

(ستیارتھ پرکاش ایڈیشن چہارم صفحہ ۶۰۲)

اگرچہ اس اعتراض کی لغویت پر ہر ایک وہ شخص جس نے سمندر کا سفر کیا ہو یا کبھی سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر سورج کے غروب یا طلوع ہونے کا نظارہ دیکھا ہو۔ بآسانی مطلع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا سورج سچ مچ سمندر میں ڈوب رہا یا سمندر سے نکل رہا ہے۔ لیکن چونکہ پنڈت دیانند صاحب نے جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ اپنی ساری عمر میں کبھی سمندر کا سفر نہیں کیا۔ اس لئے انہوں نے بڑے طمطراق سے یہ اعتراض قرآن کریم پر کردیا۔ اور اسی پر بس نہ کی۔ بلکہ خدا تعالیٰ کو جغرافیہ اور علم ہیئت سے ناواقف اور قرآن کریم کو خدا کا کلام یقین کرنیوالوں کو بے علم ٹھیرا دیا۔ لیکن خدا بھلا کرے مشہور آریہ پنڈت لکشمی دت صاحب ایڈیٹر "مسافر آگرہ" کا جنہوں نے گذشتہ سال رنگون جانے کے سبب سمندر کا سفر کیا۔ اور اس سفر کے حالات کو اپنے اخبار میں چھپوا دیا۔ تو یہ بھی لکھ دیا کہ:۔

"تمام سمندر میں ایک عجیب تلاطم بپا تھا۔ جہاں تک نظر پہنچتی تھی۔ سیاہ پانی کا تختہ ہی نظر آتا تھا ... جب سورج نکلا۔ تو اور بھی لطف آیا۔ کیونکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سچ مچ سورج سمندر ہی کے بیچ میں سے نکل رہا ہے"

(مسافر آگرہ ۱۸۔ مارچ ۱۹۱۸ء)

ایڈیٹر صاحب مسافر آگرہ کے ان الفاظ سے پنڈت دیانند صاحب کا وہ اعتراض جو انہوں نے قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت پر کیا بالکل باطل اور غلط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح ایڈیٹر صاحب مسافر آگرہ کو "سچ مچ سورج سمندر کے بیچ میں سے" نکلتا ہوا معلوم ہوا۔ اسی طرح ذوالقرنین نے سورج کو چشمہ میں غروب ہوتا ہوا پایا۔ چنانچہ قرآن کریم کی آیت میں وجدھا تغرب کے الفاظ جن کے معنے خود پنڈت دیانند صاحب نے بھی "ڈوبتا ہوا پایا" ہی کئے ہیں۔ یہی ظاہر کرتے ہیں۔ پس ایڈیٹر صاحب مسافر آگرہ نے اپنے مندرجہ بالا الفاظ کے ذریعہ ثابت کردیا کہ پنڈت دیانند صاحب نے قرآن کریم کی آیت پر جو اعتراض کیا۔ وہ بالکل غلط ہے۔ اور جو کچھ قرآن کریم میں کہا گیا ہے۔ وہی صحیح اور درست ہے۔

اسی قسم کی دوسری مثال یہ ہے کہ پنڈت دیانند صاحب نے سورہ بقرہ کی آیت ھدی للمتقین کے متعلق یہ اعتراض کیا ہے کہ:۔

"جو پرہیزگار لوگ ہیں وے تو خود راہ راست پر ہیں۔ اور جو جھوٹی راہ پر ہیں۔ ان کو یہ قرآن راہ ہی نہیں دکھلاتا۔ تو پھر کس کا کام رہا"

(ستیارتھ پرکاش ایڈیشن چہارم صفحہ ۵۹۹)

اگرچہ یہ اعتراض لفظ متقین کے معنے نہ سمجھنے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ متقی کے معنے ہیں خدا تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچانیوالا اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ ہدایت وہی لوگ پا سکتے ہیں اور خدا کے احکام سے وہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں ورنہ جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے۔ اور جو گناہوں سے بچنا نہیں چاہتا۔ بلکہ بڑی دلیری اور جرأت سے ان کا ارتکاب کرتا ہے۔ وہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتا۔ اس لئے قرآن کریم کا ھدی للمتقین ہونا نہایت صحیح اور واضح بات ہے۔ لیکن پنڈت صاحب نے اپنے محقق ہونے کا اظہار کرنے کے لئے اس پر اعتراض کر ہی دیا۔ جس کو ان کے پیرووں نے بغیر سوچے سمجھے پلے باندھ لیا۔ اور مباحثوں اور لیکچروں میں بڑے فخر سے اس کو بیان کرنا شروع کردیا۔ جس کا نہایت مسکت جواب ان کو دیا جاتا رہا۔ لیکن ان کی تسلی نہ ہوتی تھی نہ ہوئی حالی میں آریہ اخبار پرکاش نے جو رشی نمبر شائع کیا ہے اس میں مہاشہ چمپت رائے صاحب ایم۔ اے۔ نے

"میرے سوامی کی شان" کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے۔ جس میں نہایت عمدگی اور صفائی کے ساتھ پنڈت دیانند صاحب کے مذکورہ بالا اعتراض کو باطل قرار دیدیا ہے چنانچہ پنڈت صاحب کو ہی مخاطب کر کے مہاشہ جمیت رائے نے ایک یہ شعر کہا ہے ؎

صاف کہتے تھے جو سنتے تھے ترا اپدیش کل
یہ ہدایت ہادیٔ اہل ہدا ہو جائیگی۔

اس شعر کے مصرعہ ثانی کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ شاعر کہتا ہے۔ وہ لوگ جو پنڈت دیانند صاحب کے اپدیش سنتے تھے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ پنڈت صاحب لوگوں کو جو ہدایت دینا چاہتے ہیں۔ وہ اہل ہدیٰ لوگوں کی ہادی ہو جائیگی۔ یعنی اہل ہدیٰ لوگ اسے قبول کر لینگے۔ اب اگر اسی منطق سے کام لیا جائے۔ جو پنڈت دیانند صاحب نے قرآن کریم پر اعتراض کرنے کے وقت اختیار کی۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ جو اہل ہدیٰ لوگ ہیں۔ وے تو خود راہ راست پر ہیں۔ اور جو جھوٹی راہ پر ہیں۔ ان کے لیے پنڈت دیانند صاحب کی ہدایت کوئی فائدہ ہی نہیں دے سکتی۔ تو پھر وہ کس کام کی رہی"

اب ہم اس کا فیصلہ آریہ صاحبان پر ہی چھوڑتے ہیں کہ وہ اپنے ایک قابل اور لائق شاعر کے مذکورہ بالا مصرعہ کو سامنے رکھ کر بتائیں۔ کہ پنڈت دیانند صاحب نے آیت ھدی للمتقین پر جو اعتراض کیا ہے وہ کہاں تک صحیح اور درست ہے۔ امید ہے کہ سمجھدار اصحاب اس سے فائدہ اٹھائینگے۔ اور ان شاعروں سے ان پر پنڈت دیانند صاحب کے ان اعتراضات کی حقیقت کھل جائیگی۔ جو انھوں نے قرآن کریم پر کئے ہیں ۔

جشن فتح سے علیحدگی کی تحریک

آج کل بعض حلقوں میں یہ تحریک ہو رہی ہے کہ گورنمنٹ نے ماہ دسمبر میں جشن فتح منانے کا جو اعلان کیا ہے اس میں مسلمان اس وقت تک حصہ نہ لیں۔ جب تک معاملات ٹرکی کا فیصلہ ان کی خواہش کے مطابق نہ ہو جائے۔ یہ تحریک اگرچہ پہلے پہل بمبئی سے جاری ہوئی۔ جہاں ایک جلسہ میں اس کے متعلق ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ اور اس کے بعد ایک آدھ اور جگہ بھی ایسا ہی ہوا۔ لیکن عام طور پر اس کو کوئی اہمیت نہ دی گئی تھی۔ کہ اب انہی مسٹر گاندھی نے (جن کی تحریک پر گذشتہ ایام میں خاموش مقابلہ کے نام سے ہڑتالیں کی گئی تھیں۔ اور ان کا جو انجام خاصکر پنجاب میں ہوا۔ وہ سب پر ظاہر ہے) اعلان کیا ہے کہ ہندو بھی مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کے طور پر جشن فتح میں شریک نہ ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح معاملات ٹرکی مسلمانوں کی منشاء کے مطابق رُو براہ ہو سکینگے۔ افسوس ٹرکی کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنے والوں نے اس بات کو بالکل نظر انداز کر رکھا ہے کہ اس کا معاملہ صرف سلطنت برطانیہ کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ تمام اتحادی سلطنتوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور سلطنت برطانیہ جہاں تک کہ اس کے بس کی بات ہے۔ کئی بار اچھا سلوک کرنے کا اطمینان دلا چکی ہے۔ ایسی صورت میں گورنمنٹ پر دباؤ ڈالنے کے لیے ایک شاندار تقریب سے کنارہ کش رہنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ پھر یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ اس تقریب کی غرض کیا ہے۔ یہی کہ اہل ہند نے دوران جنگ میں جو کلفتیں اٹھائی ہیں۔ ان کے احساس کو سامان تفریح کے ذریعہ ہلکا کیا جائے۔ پس جو لوگ اس سے علیحدہ رہنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ دیکھ لیں نقصان کس کا ہوگا

سرکاری تحقیقاتی کمیٹی

گذشتہ ایام میں جو فسادات ہوئے تھے۔ ان کے متعلق ایک کمیٹی تحقیقات کر رہی ہے۔ ۳ نومبر سے ۱۰ نومبر تک کے اجلاس دہلی میں ہوئے۔ جہاں سرکاری افسروں میں سے چیف کمشنر صاحب سپرنٹنڈنٹ سی۔ آئی۔ ڈی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ڈسٹرکٹ سشن جج ریلوے حکام اور دوسرے یورپین حکام کی شہادتیں ہوئیں۔ اور غیر سرکاری لوگوں میں سے سوامی شردھانند۔ حاذق الملک حکیم اجمل خان صاحب ڈاکٹر انصاری۔ مسٹر شنکر لال سکرٹری ہوم رول لیگ۔ لالہ بشن سروپ کول مرچنٹ ڈاکٹر عبد الرحمٰن۔ مسٹر عبد الرحمٰن پلیڈر اور رائے بہادر سلطان سنگھ وغیرہ کی ہوئیں ۔

۱۱۔ نومبر کو یہ کمیشن لاہور پہنچ گیا تھا۔ لیکن ۱۲۔ نومبر کو دہلی سے ضروری کاغذات کے نہ پہنچنے کے باعث کارروائی شروع نہ کر سکا۔ اور بذریعہ اسپیشل ٹرین امرتسر روانہ ہو گیا جہاں جلیانوالہ باغ کوڑیانوالہ چاہ۔ ٹون ہال۔ نیشنل بنک آف انڈیا۔ مشن چرچ وغیرہ عمارات اور مقامات جہاں فائر ہوئے تھے یا جن کو جلایا گیا تھا دیکھا۔ امرتسر کی طرح دیگر مقامات مثلاً گوجرانوالہ۔ قصور۔ وغیرہ کی شہادتیں بھی لاہور ہی میں ہونگی۔ ہاں کمیشن ان مقامات کو دیکھ آئیگا ۔

۱۳۔ نومبر کو ۱۰½ بجے دن کے ٹون ہال میں کمیشن کی کارروائی شروع ہوئی۔ اور مسٹر مائلز ارونگ سابق ڈپٹی کمشنر امرتسر شہادت کے لئے بلائے گئے۔ جن کی شہادت دو روز تک متواتر ہوتی رہی۔ ان کے بعد دیگر سرکاری افسروں کی شہادتیں ہوئیں۔ کارروائی جاری ہے۔

حضرت عمرؓ کی مسجد کیلئے اپیل

محمد کامل الحسینی مفتی یروشلم کی طرف سے تمام مسلمانوں کے نام ایک اپیل شائع ہوا ہے۔ جس میں مسجد عمرؓ کی مرمت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ گذشتہ دس سال سے اس مسجد کی مرمت کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی۔ اور اس کے اکثر حصے منہدم ہو گئے ہیں۔ جس سے عمارت بدنما ہو گئی ہے۔ اور خوف ہے کہ کہیں یہ مسجد بالکل ہی خستہ نہ ہو جائے۔ اب جبکہ یروشلم گورنمنٹ برطانیہ کے زیر تصرف آیا۔ اور برطانوی حکام نے مسجد کی خستہ حالت کو دیکھا۔ تو انہیں بہت افسوس ہوا۔ انہوں نے لندن سے ایک ایسے انجنیئر کے بلانے کا انتظام کیا جو آثار قدیمہ کا ماہر ہو تاکہ وہ اس مسجد کا معائنہ کرے۔ اس غرض کے لیے میجر رچمنڈ کو جنھوں نے مصر اور دیگر مقامات میں تاریخی عمارتوں کی مرمت کی ہے۔ بلایا گیا۔ انہوں نے آکر اپنا کام شروع کر دیا۔ اور ایک رپورٹ مرتب کی جس میں اخراجات مرمت کا تخمینہ ۸۰ ہزار پونڈ لگایا گیا۔ جسے مسلمانوں کو پورا کرنا چاہیئے ۔

اس اپیل کو پڑھ کر ان لوگوں کو جو ترکوں کی ہمدردی میں اسقدر چور ہو رہے ہیں کہ اپنے نفع و نقصان کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ترکوں نے حضرت عمرؓ کی

مسجد جیسی متبرک اور مشہور تاریخی عمارت کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا - اگر وہ کچھ بھی اس کا خیال رکھتے تو اس وقت نہ اس کی ایسی افسوسناک حالت ہوتی - اور نہ اس کے لئے کسی اپیل کی ضرورت پیش آتی ؛

غیر سرکاری تحقیقاتی کمیٹی

الفضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں خبروں کے کالم میں یہ اطلاع دی جا چکی ہے - کہ چونکہ گورنمنٹ پنجاب نے عارضی طور پر ان لوگوں کو رہا کرنے سے انکار کر دیا ہے - جو فسادات پنجاب میں سرغنہ اور لیڈر قرار دئے گئے ہیں - اس لئے کانگریس سب کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ سرکاری تحقیقاتی کمیشن کے سامنے شہادت نہ دی جائے اس امر کی اطلاع کانگریس کمیٹی کے صدر پنڈت مالویہ نے بذریعہ تار وائسرائے ہند - وزیر ہند - لارڈ سنہا نائب وزیر ہند اور کونسل کو دیدی ہے - اور اب کانگریس سب کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے - کہ اس نے اسوقت تک فسادات پنجاب کے متعلق جو شہادت جمع کی ہے - اس کی جانچ پڑتال اور حسب ضرورت نئی شہادت لینے کے لئے ایک غیر سرکاری تحقیقاتی کمیٹی اپنا کام شروع کر دے اس کمیٹی کے ممبر حسب ذیل تجویز ہوئے ہیں - (۱) پنڈت موتی لال نہرو (۲) مسٹر سی - آر - داس بیرسٹر کلکتہ (۳) مسٹر عباس طیب جی بڑودہ (۴) مسٹر فضل حق بیرسٹر بنگال اور (۵) مسٹر گاندھی

یہ سب اصحاب لاہور پہونچ چکے ہیں - انہوں نے کام شروع کر دیا - بہتر ہوتا - کہ یہ اصحاب سرکاری کمیشن کو بھی امداد دیتے - اور الگ طور پر کارروائی شروع نہ کرتے لیکن افسوس ہے - کہ سرکاری کمیشن کے سکرٹری مسٹر سٹوکس کے یہ کہنے پر کہ اگر شہادت لیتے ہوئے کمیٹی فسادات کے اسباب جاننے یا ان فسادات کو دور کرنے کے لئے جو تجاویز عمل میں لائی گئی تھیں - ان پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے کسی ایسے شخص کو جو اس وقت جیل میں ہے - بلانے کی ضرورت محسوس ہوئی - تو امید ہے - کہ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہوگی - اور حضور لفٹنٹ گورنر بہادر کی طرف سے یہ جواب ملنے پر بھی کہ لفٹنٹ گورنر

لاہور - امرتسر اور گوجرانوالہ کے مقدمات میں چھ لیڈروں کو تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے بیانات پیش کرنے کے لئے خاص ایک روز یا کئی روز جب ان کی ضرورت ہو - حلفی وعدہ واپسی پر رہائی دے سکتے ہیں - کانگریس کمیٹی نے اپنی ہی ضد کو پورا کرنا ضروری سمجھا - اور اب علیحدہ طور پر تحقیقات شروع کر دی ہے ؛

پنڈت جگت نرائن صاحب ممبر سرکاری تحقیقاتی کمیٹی اور سردار بکرم سنگھ آنریری مجسٹریٹ امرتسر

آجکل پنجاب کے فسادات کے متعلق جو سرکاری کمیٹی شہادتیں لے رہی ہے - اس کے ایک ممبر پنڈت جگت نرائن صاحب ہیں - جو گواہوں پر غالباً سب سے زیادہ اور سخت جرح کرتے ہیں - اور اس میں شک نہیں کہ بعض نہایت اہم اور ضروری سوالات پوچھتے ہیں - اور کمیٹی کی کارروائی میں نہایت گہری دلچسپی لیتے ہیں - لیکن سردار بکرم سنگھ آنریری مجسٹریٹ امرتسر پر جس طرح سے پنڈت صاحب نے جرح کی - اسے کمیٹی کے دوسرے ممبران نے پسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھا بعض اخبارات نے اس موقعہ کا ایسے طرز پر ذکر کیا ہے - کہ جس سے اصل حقیقت ظاہر نہیں ہو سکتی - اس لئے ہم ذیل میں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں :-

مسٹر جسٹس رینکن (ممبر کمیٹی) کے جواب میں گواہ (سردار بکرم سنگھ) نے بیان کیا کہ دہقانی اکثر میرے گھر کے قریب سے گذرتے تھے - اور پاس ہی ایک کھانے کی دوکان میں جایا کرتے تھے - وہاں میں نے اکثروں کو یہ کہتے سنا کہ چلو شہر کو اور خصوصاً نیشنل بنک کو لوٹ لیں - بعد ازاں مجھے اطلاع ملی کہ لوٹ شروع ہو گئی ہے اور لوٹ کا مال گاؤں کو لے گئے ہیں ؛

پنڈت جگت نرائن کے سوالات کے جواب میں گواہ نے کہا - میں سول لائن امرتسر میں رہتا ہوں - مجھ سے مارشل لاء جاری کرنے کے متعلق مشورہ نہیں لیا گیا - مگر ۱۰ اور ۱۴ - اپریل کے درمیان یہ خبریں سنی تھیں کہ امرتسر پر گولہ باری کی جائیگی - لیکن بہت سی غلط افواہیں اسوقت پھیلی ہوئی تھیں ؛

اس موقعہ پر پنڈت صاحب گواہ کے چند ایک جوابات سے غیر مطمئن ہو کر یوں اٹھے - اگر تم جواب نہیں دینا چاہتے تو میں تمہیں جواب دینے پر مجبور نہیں کر سکتا ؛

مزید سوالات کے جواب میں گواہ نے کہا کہ شہر کے گرداگرد چوکیاں تعینات کی گئی تھیں - تاکہ لوگ باہر نہ جا سکیں اور سوائے ملازمین کے جن کے لئے اجازت تھی - اس صورت میں سوائے ان کے جنہیں کوئی مخفی رستہ معلوم ہو - شہر سے باہر جانا مشکل تھا ؛

پنڈت جگت نرائن صاحب - میں یہ سب کچھ سننا نہیں چاہتا - جو کچھ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں - وہ یہ ہے کہ لوگوں کو سول لائن میں آنے کی اجازت تھی - یا نہیں ؛

گواہ - بہت ہی مشکل تھی ؛

پنڈت - تو میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا وجہ تھی کہ اپریل کے مہینہ میں دن کے بارہ بجے تم اپنے گھر کے سامنے سڑک پر اس امید پر کھڑے رہتے تھے - کہ شہر کے لوگ تمہیں خبر لا دینگے

گواہ - میں نہ صرف اسوقت وہاں کھڑا تھا - بلکہ مجھے دس گیارہ - بارہ اور تیرہ اپریل کا تمام دن وہاں رہنا پڑا -

پنڈت - تمہارا یہ کہنا فضول ہے کہ اپنے گھر کے سامنے اس امید پر پھر رہا تھا کہ لوگ مجھے خبر لا کر دینگے - جبکہ ساتھ ہی تم نے یہ بھی کہا ہے - کہ سپاہیوں کی ایک جماعت اس غرض سے قریب کھڑی ہوتی تھی - کہ لوگوں کو آنے سے روکے

گواہ جواب دینے کو تھا کہ پنڈت نے تند لہجہ میں کہا - میں تمہارے لیکچر نہیں سننا چاہتا تم ہاں یا نہیں کر سکتے ہو"

اسبات پر کمیٹی کے قریباً تمام ممبران نے پنڈت کے گواہ کے ساتھ سلوک کے خلاف اظہار ناراضگی کیا اور سر چمن لال سیتلواد نے کہا - سردار صاحب جواب دے رہا تھا کہ پنڈت نے اسے روک دیا ؛

پنڈت - (گواہ سے) مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں تمہیں جواب دینے سے روک رہا ہوں - تمہیں کیا جواب دینا ہے

گواہ - جو چوکی میرے گھر کے بالمقابل مقرر کی گئی تھی - سوائے رات کے وقت کے کسی کو نہیں روکتی تھی -

پنڈت - مشکل تو یہ ہے کہ میں تمہارے جواب سے یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ ایک اور چوکی بھی تھی - جس کا فرض یہ تھا کہ لوگوں کو شہر سے نکلنے سے باز رکھے ؛

گواہ - صرف وہی چوکیاں جو شہر کے دروازہ پر مقرر تھیں لوگوں کو روکتی تھیں - میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں - کہ اگر کوئی شخص ایک مرتبہ شہر سے باہر نکل سکتا - تو پھر وہ جہاں چاہتا جا سکتا تھا -

پنڈت - ۱۱ - اپریل سے ۱۹ - اپریل تک پولیس کے طرز عمل کے متعلق تمہیں کچھ معلوم ہے -

گواہ - مجھے شنوائی علم ہے - جو ہر قسم کے نقطہ نظر پر مبنی ہے

پنڈت - تمہیں کیا اطلاع ملی کہ پولیس رشوت لے رہی ہے

گواہ - یہ محض سُنی سنائی باتیں ہیں -

پنڈت (طنزاً) قریباً تمام جو تم نے ہمیں بتایا ہے - سُنی سنائی باتیں ہیں - اس شنید کی خبر کے تمہیں بتلانے میں کیوں تامل ہے -

گواہ نے اس کا جواب نہ دیا - اس کے بعد اس سے نیشنل بنک کے لوٹنے کے متعلق دریافت کیا گیا - اس نے بیان کیا - کہ لوگ بنک کو لوٹ لینے کے متعلق کھلم کھلا کہتے تھے - اور اس معاملہ پر جو کچھ مجھے معلوم ہے - میں نے وہ کمیٹی کے سامنے پیش کر دیا ہے ٭

پنڈت - اگر یہ کمیٹی اسقدر عاجز ہے - کہ جواب تک حاصل نہیں کر سکتی - تو اس کا کیا فائدہ ؟

لارڈ ہنٹر (پریزیڈنٹ کمیٹی) آپ کو اس کا جواب مل چکا ہے - اور میرے خیال میں اسی پر اطمینان کرنا چاہیئے - آپ کو یہ بھی دیکھنا چاہیئے - کہ بعض سوالات کا جواب دینا گواہ کے لئے مشکل ہے - اگر اور کوئی سوال دریافت کرنا ہو - تو مہربانی کر کے اُسے شروع کریں -

اسپر پنڈت صاحب نے گواہ سے دریافت کیا کہ تمہارے خیال میں ممکن ہے - کہ باہر کے دہقانی امرتسر کو لوٹنے آئے تھے ٭

گواہ - ۱۳ - اپریل کو بیساکھی کے میلہ پر بہت سے لوگ آئے تھے ٭

یہاں پر پنڈت صاحب کی جرح ختم ہو گئی - اس سے ان کے انداز جرح وغیرہ کا پتہ لگ سکتا ہے ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبۂ جمعہ

ایمان کی حفاظت کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

فرمودہ ۱۴ - نومبر ۱۹۱۹ء

(مرتبہ مہر محمد خان شہاب احمدی مالیر کوٹلوی)

سورہ فاتحہ کے بعد آیت شریفہ - ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا الآیۃ پڑھی اور فرمایا -

بے فکری کی زندگی قیمتی زندگی نہیں

انسان کے لئے اس دنیا میں بہت مشکلات کا سامنا ہوتا ہے - اور اسی وجہ سے انسانی زندگی کا مطالعہ کرنیوالوں نے ضرب المثل کے طور پر نتیجہ نکالا ہے - کہ انسانی زندگی کوئی پھولوں کا بستر نہیں - بلکہ یہ ایک محنت اور کوشش کا زمانہ ہے - جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ انہیں ایسی زندگی ملے - جو غموں سے خالی ہو - وہ نادان ہیں - کیونکہ غموں اور فکروں سے خالی وہی زندگی ہو سکتی ہے - جو جہالت اور نادانی کی زندگی ہو - ورنہ دو صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہے - یا تو دنیاوی معاملات کی اُلجھن لگی ہوگی - یا دینی کاموں کا خیال ہوگا - بالفاظ دیگر یا تو ایک انسان خدا سے غافل اور ہر طرف اس کے دنیا ہی دنیا ہوگی - ایسا شخص دنیا کی ترقی میں لگا ہوگا - اس صورت میں بھی زندگی امن سے نہیں گذر سکتی - کیونکہ عزت و رتبہ بغیر محنت اور جد و جہد کے حاصل نہیں ہوتا - اور پھر جس کو دنیا میں کوئی رتبہ اور عزت حاصل ہو گئی ہو - اس کے لئے بھی ضرور ہے - کہ اس کے قیام کے لئے محنت و فکر سے کام لے ٭

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص دنیا کو ہیچ سمجھتا ہو - اور وہ خدا ہی کے لئے ہو گیا ہو - تب بھی اسکو وہ آرام میسر نہیں آئیگا - جس کو جاہل لوگ آرام خیال کرتے ہیں - اُسے اپنے نفس سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے - اپنی خواہشات کو دبانا پڑتا ہے - دشمنوں کی شرارتوں اور تکلیفوں کو اُٹھانا پڑتا - اور پھر اس کو یہی فکر دامنگیر رہتی ہے - کہ دیکھئے موت کس وقت آئے - اور مجھے کس حال میں پائے - جب وہ ایک مقام پر پہونچتا ہے - تو اس کو یہی فکر رہتی ہے کہ یہ مقام قائم رہے - اور اس سے اگلا حاصل ہو - پس جس طرح ایک دنیا دار کے لئے فکر ہوتی ہے - اسی طرح ایک اہل اللہ کے لئے بھی فکر ہوتی ہے - دونوں صورتوں میں وہ زندگی جس کو لوگ آرام کی زندگی خیال کرتے ہیں - نہیں ملتی وہ زندگی آرام کی زندگی نہیں - بلکہ جہالت اور بے ہوشی کی زندگی ہوتی ہے - اس کی مثال ایسی ہے - جیسے ایک شخص کو کلوروفارم سنگھا دیا جائے - کیا اس کے متعلق کہیں گے کہ وہ اطمینان کی حالت میں ہے - یا ایک شخص افیون کھاتا ہو اور اس کی پینک میں ہو - یا ایک شراب نوش کو شراب نے مدہوش کر رکھا ہو - اس کو اطمینان کی زندگی کہا جائیگا - نہیں بلکہ ان کی زندگی کو جہالت اور ناواقفیت اور بیخبری کی زندگی کہینگے ٭

حقیقی آرام کی زندگی کونسی زندگی ہے

پس آرام کی زندگی وہ زندگی ہے جو اصلی مقصد کے حصول کیلئے جد و جہد میں گذرتی ہے - اور وہ آرام کی زندگی ہے - جسمیں انسان مدعا کے قریب ہوتا جاتا ہے - جو لوگ دین کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اپنے مقصد کے قریب ہوتے جاتے ہیں وہ بھی آرام میں ہیں - اور جو دُنیا کے لئے کوشش کرتے ہیں - اور اپنے مقصد کے قریب ہوتے ہیں - وہ بھی آرام کی زندگی میں ہیں - .. .. مگر جو لوگ دین و دنیا دونوں کے متعلق کوشش سے دست بردار ہوتے اور محنت سے جی چُراتے ہیں وہ آرام میں نہیں ہوتے - انکی مثال تو اس کبوتر کی ہے - جو بلی کو آتا دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے - کہ یہ بھی تکالیف اور محنتوں سے ڈر کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں - دنیا میں تکالیف تو ہوتی ہی ہیں - کہیں رشتہ داروں کی تکالیف ہیں - کہیں ذاتی تکالیف ہیں بیماریاں ہیں - کہیں اپنی پوزیشن کے قائم کرنے کا خیال ہوتا ہے -

ان سب کے لئے محنت و تفکرات کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن نادان چاہتے ہیں کہ ان سے بچ جائیں۔ حالانکہ ہر ایک خوشی محنت کے بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے دنیاوی معاملات میں بھی اور دینی معاملات میں بھی موت تک یہی سلسلہ رہتا ہے ۔

تکالیف خدا کے نبیوں کے ساتھ بھی ہیں۔

نبیوں کو بھی دنیا میں اس قسم کا آرام نہیں ہوتا۔ جیسا کہ جہلا چاہتے ہیں حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ کہ میرا خیال تھا کہ جان کنی کی تکلیف (نعوذ باللہ) صرف انہی لوگوں کو ہوتی ہے جو خدا سے بے تعلق ہوتے ہیں۔ اور یہ تکلیف ایک عذاب کے طور پر ہوتی ہے۔ لیکن میں نے اپنے اس خیال کو اس دن چھوڑا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ کیونکہ میں نے وہ وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت کسی پر نہیں دیکھا۔

پھر ہم دیکھتے ہیں۔ حضور اس دن تڑپتے ہیں۔ اور بار بار کہتے ہیں۔ لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وفات کے وقت بھی ایک تکلیف تھی۔ لیکن اپنی ذات کے متعلق ... ... نہ تھی۔ کہ آپ فوت ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کے لئے تو آپ فرماتے ہیں بالرفیق الاعلےٰ۔ میں تو اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ ہاں فکر ہے تو اس بات کی۔ اور غم ہے تو اس امر کا کہ کہیں آپ کی اُمت یہود کی مانند نہ ہو جائے۔ اور جیسا کہ یہود نے اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد بنا لیا۔ کہیں آپ کی قبر کو بھی مسجد اور عبادت گاہ نہ بنالیں۔ اور آپ کی پرستش شروع نہ کردیں۔ آپ کو اس امر کی تکلیف تھی۔ کہ کہیں آپ کے بعد آپ کی اُمت شرک میں مبتلا نہ ہو جائے

پس جب آپ تکالیف سے نہ بچ سکے۔ تو اور کون ہے۔ جو بچ سکے۔ دنیا کی تکلیفیں اور کاوشیں اور محنتیں انسان کی زیست کے رستہ میں ہی نہیں بلکہ خدا کے رستہ میں بھی یہی سلسلہ ہے۔ جب تک انسان محفوظ نہو جائے ۔

حاصل کرنیوالوں کی نسبت حاصل کرنیوالے زیادہ خطرہ میں ہیں

لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ ان لوگوں کی نسبت جنھوں نے کچھ حاصل نہیں کیا ہوتا۔ حاصل کر لینے والوں کے لئے خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جنھوں نے آرام نہیں پایا ہوتا۔ ان کے لئے بے آرامی کا برداشت کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ لیکن جنہیں آرام میسر ہو چکا ہو۔ ان کے لئے بے آرامی کا برداشت کرنا سخت مشکل ہوتا ہے۔ دیکھو عام طور پر جنگل میں ایسا آدمی نہیں لٹتا۔ جو چوکنا ہو۔ مگر برخلاف ازیں جب انسان گھر کے قریب آکر خیال کر لیتا ہے کہ میں محفوظ ہوں۔ تو اس وقت چور اس کو لوٹ لیتے ہیں۔ پس اسی طرح جب انسان کو ہدایت ملتی ہے تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی حفاظت کرے جو لوگ ہدایت پاکر غافل ہو جاتے ہیں۔ وہ ہدایت کو کھو دیتے ہیں۔ کیونکہ دنیا سونے اور آرام کی جگہ نہیں یہاں جس کو کچھ ملتا ہے۔ اور جب کوئی انعام ہوتا ہے۔ اس کو ورغلانے والے بھی ہوتے ہیں۔ اسی لئے دعا سکھلائی۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا کہ الٰہی ہدایت کے بعد ہمارے دلوں میں زیغ پیدا نہ کر دینا۔ پھر اسی لئے یہ تعلیم دی۔ کہ پانچ وقت نماز میں دعا کیا کرو۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین یہ دعائیں اسی لئے ہیں۔ کہ جب انسان کو ہدایت مل جاتی ہے۔ تو وہ خیال کر لیتا ہے۔ کہ اب میں امن میں آگیا ہوں حالانکہ وہ اس وقت زیادہ خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اسی شخص کے گرنے کا احتمال ہوتا ہے۔ جو کسی چیز پر سوار ہو کسی شاعر نے اس بات کو اس طرح نظم کیا ہے ؎

گرتا ہے شہسوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا گریگا۔ جو گھٹنوں کے بل چلے

یعنی بچے نے کیا گرنا ہے۔ جو کہ پہلے ہی گھٹنوں کے بل چلتا ہے۔ گرتا تو وہی ہے۔ جو بلندی پر ہو۔ ایک ایسا شخص جو ہر روز محنت کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا روزانہ خرچ مہیا کرتا ہے۔ اگر اس کے گھر چور پڑے تو اس کا نقصان نہ ہوگا۔ اور اگر ہوگا۔ تو زیادہ سے زیادہ یہ کہ ایک وقت کی خوراک جاتی رہیگی۔ اس غریب کے لئے ایک وقت کا فاقہ برداشت کرنا کچھ بھی مشکل نہیں مگر دوسرا شخص جو ناز و نعمت میں پلا ہو۔ نرم اور گرم بستروں پر سونے کا عادی ہو۔ اگر اس کے گھر چور آپڑیں۔ تو اس کا بہت نقصان ہوگا۔ اور اس کی زندگی تلخ ہو جائیگی۔ کیونکہ آرام کے بعد تکلیف سخت معلوم ہوا کرتی ہے۔

پس جنھوں نے کسی قدر ترقی کی ہے۔ وہ زیادہ خطرے میں ہیں۔ ان لوگوں کی نسبت جنھوں نے کوئی ترقی حاصل ہی نہیں کی۔ کیونکہ گرنے کا خطرہ ترقی یافتوں کے لئے ہے۔ دوسروں کے لئے نہیں ۔

دوسری وجہ ترقی یافتوں کے گرنے کی۔

دوسری وجہ ترقی یافتوں کے خطرے میں ہونے کی یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کو نعمت کے گم ہونے کا پتہ نہیں لگتا۔ جو لوگ ترقی کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ایک قسم کی غفلت ان کو پکڑ لیتی ہے جس کے زیر اثر وہ چیز کے گم ہونے سے بے خبر رہتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ ان سے وہ نعمت گم ہوتی رہتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ کہیں سے کہیں چلے جاتے ہیں۔ اور اس بیماری کو محسوس بھی نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ مرض ان کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتیں ان کے ایمان کو ضائع کرتی رہتی ہیں۔ اور وہ غافل رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کا سارا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ ایک بھوکا اگر جنگل میں جا رہا ہو۔ تو وہ کوشش کریگا۔ کہ کسی آبادی میں جائے۔ اور کھانا مہیا کرے۔ لیکن وہ شخص جو ہر قسم کے کھانے گھر سے پکوا کر ساتھ لے چلا ہو۔ مگر راستہ میں وہ گم ہو گئے ہوں۔ جس کا اسے علم نہ ہو۔ تو وہ آبادیوں میں سے گذریگا۔ مگر اپنے کھانے کے لئے کچھ فکر نہ کریگا۔ کیونکہ باوجود کھانا پاس نہ رکھنے کے اسی خیال میں ہوگا۔ کہ اس کے پاس کھانا ہے۔ پس حاصل کرنیوالا ہی کھوتا ہے۔ جس نے حاصل ہی کچھ نہ کیا ہو۔ وہ کیا کھوئیگا ۔

ایمان کی حفاظت کے لئے محاسبہ

پس میں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی حالت کا محاسبہ کرتے۔ اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے دعائیں کرتے رہا کریں۔ کیونکہ وہ

وہ دوسروں کی نسبت زیادہ خطرہ میں ہیں۔ ان پر یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ انہوں نے مسیح موعود کو قبول کیا۔ اور اس ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے ان پر اعمال صالحہ کے دروازے کھولدئے۔ لیکن اگر یہ غفلت کریں۔ تو ان کے لئے بہت خوف کا مقام بھی ہے۔ کیونکہ آئندہ کے لئے کوشش اور موجودہ حالت میں ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ پس ان لوگوں کے لئے یہ ایسا موقعہ ہے۔ کہ پھونک پھونک کر قدم رکھیں۔ اور دیکھتے رہیں کہ کہیں ایمان جاتا تو نہیں رہا۔

حضرت موسیٰ و بلعم کا قصہ

حضرت موسیٰ کے قصہ میں اس کی مثال موجود ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود اس قصہ کو بارہا بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ جب مصر سے نکلے۔ تو راستہ میں عمالیق سے مقابلہ آن پڑا۔ ان کے بادشاہ کو خطرہ ہوا کہ ہم شکست کھا جائینگے۔ ان کے ہاں ایک بزرگ تھا بادشاہ نے اس سے دعا کی درخواست کی۔ اس نے دعا کی۔ تو خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ موسیٰ خدا کا نبی ہے اس کے خلاف دعا نہیں کرنی چاہیئے۔ اس نے بادشاہ کو کہہ دیا کہ موسیٰ کے خلاف دعا نہیں ہو سکتی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ میری کوئی بات کارگر نہیں ہوتی۔ تو اس نے وہی چال چلی۔ جو آدم کو جنت سے نکلوانے کے لئے شیطان نے چلی تھی۔ کہ حوا کے ذریعہ پھسلایا تھا۔ اسی طرح اس نے بہت سے زیورات وغیرہ تیار کرائے۔ اور موسیٰ کے برخلاف دعا کرانے کے لئے اس بزرگ کی بیوی کو دئے۔ اس نے تحریک کی۔ مگر اس بزرگ نے جواب دیا کہ موسیٰ خدا کا مقرب ہے اس لئے اس کے خلاف بددعا نہیں ہو سکتی۔ میں نے کی تھی۔ مگر وہاں سے جواب مل گیا۔ لیکن وہ مصر ہوئی اور کہا کہ کیا ضرور ہے کہ اب بھی وہی حالات ہوں تم بددعا تو کرو۔ آخر وہ رضامند ہو گیا۔ اس کو ایک جگہ لے گئے اس نے کہا کہ یہاں سینہ نہیں کھلتا۔ اور اسی طرح دو تین جگہ گیا۔ آخر چونکہ اس کا ایمان جانا تھا۔ اس نے بددعا کی۔ کہتے ہیں کہ ابھی کہ [illegible] بددعا کی۔ موسیٰ کی قوم میں تباہی پڑ گئی۔ کیونکہ اس کے پہلے ایمان کا کچھ تو اثر ہونا تھا۔ اور ادھر اس کا ایمان کبوتر کی شکل میں اُڑ گیا۔ بیشک یہ ایک قصہ ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کبوتر ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اسی طرح ایمان اس کے دل سے نکل گیا۔ پس چونکہ ایمان محنت سے آتا ہے اور جاتا ایک فقرہ میں ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ انسان ہر وقت ہوشیار رہے ۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کا واقعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک جنگ میں تشریف لے گئے۔ جب لوٹے تو غنیمت میں سے حضور نے مہاجرین کو کسی قدر مال زیادہ دیا۔ اور اسپر انصار کے ایک گروہ میں سے کسی نے کہہ دیا کہ خون تو ابتک ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے لیکن مال لے گئے مہاجرین۔ اسی مجمع میں انصار میں سے ایک وہ شخص بھی بیٹھے تھے۔ جنہوں نے حضور کی صحبت اٹھائی تھی۔ وہ حضور کے پاس گئے۔ اور خبر دی۔ کہ ایک مجمع میں ایسی گفتگو ہوئی ہے۔ بعض لوگوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ جب ان کے عزیز سے کوئی غلطی ہو تو وہ اسپر پردہ ڈالا کرتے ہیں۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کو بلایا۔ اور کہا کہ میں نے اس قسم کی خبر سنی ہے۔ کیا یہ درست ہے۔ انہوں نے کہا کہ بے شک درست ہے۔ مگر یہ کہنے والے بڑے لوگ نہیں نیچے ہیں۔ حضور نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے انصار تم کہہ سکتے تھے کہ یہ گھر سے نکالا ہوا اکیلا آیا۔ ہم نے اس کا ساتھ دیا۔ اور اسوقت ساتھ دیا۔ جب اس کے وطن والے اس کے دشمن تھے۔ پھر ہم نے اس کے دشمنوں کو زیر کیا۔ اب جب یہ فتحیاب ہوا تو اس نے اپنے بھائیوں کو مال دے دیا۔ اور ہمیں کچھ نہ دیا۔ پھر فرمایا مگر اس کے مقابلہ میں تم یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ کہ ایک جنگ جس سے مہاجرین تو مال و اسباب اور اونٹ وغیرہ لیکر گھروں کو گئے۔ اور مدینہ والے اللہ کے رسول کو ساتھ لے گئے۔ مگر اب جو الفاظ تمہارے منہ سے نکلے ہیں۔ ان کا نتیجہ تم سن لو۔ کہ دنیا میں تمہارے لئے کوئی عزت نہیں۔ حوض کوثر پر ہی آ کر مجھ سے مطالبہ کرنا چنانچہ ان لفظوں کا نتیجہ دیکھ لو کہ تیرہ سو برس میں انصار کی کوئی بھی حکومت نہیں ہوئی ۔

انصار کی فدویت و جاں نثاری

حالانکہ انصار وہ لوگ ہیں۔ جن پر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑا اعتبار تھا۔ غزوہ حنین میں بعض نوجوانوں نے بڑا بول بولا۔ اور ان میں عجب آ گیا۔ خدا نے اس موقعہ پر ان کو تنبیہ کرنی چاہی۔ اور میدان میں ان کا قدم اُکھڑ گیا۔ حالانکہ مسلمانوں کی تعداد اسوقت بارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ اور دشمن کی تعداد دو تین ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اسوقت ایسی حالت ہوئی کہ صحابہ کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ ہمارے گھوڑے کدھر جا رہے ہیں۔ میدان میں اسوقت صرف رسول کریم ؐ اور سات آٹھ اور شخص باقی رہ گئے تھے۔ اسوقت حضرت عباس آگے بڑھے۔ اور آنحضرت ؐ کے گھوڑے کی باگ کو پکڑ لیا اور کہا کہ حضور اب پلٹ چلیں۔ اب مقابلہ کا وقت نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ خدا کے نبی میدان میں آ کر پیچھے نہیں ہٹا کرتے۔ چونکہ حضرت عباس کی آواز بلند تھی۔ اس لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہی کو کہا کہ انصار کو آواز دو۔ کہ اے انصار تمہیں خدا کا رسول بلاتا ہے۔ اسوقت جبکہ سب فوج تتر بتر ہو گئی تھی۔ آپ نے مہاجرین کو آواز نہیں دی۔ بلکہ آپ انصار کو پکارتے ہیں۔ حضرت عباس نے آواز دی۔ صحابہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا صور اسرافیل پھونکا جا رہا ہے۔ اور یہ عباس کی آواز نہیں۔ بلکہ خدا کی آواز ہے تمام لوگ پلٹ پڑے۔ اور گھوڑوں اور اونٹوں کو پیچھے پھیرنا شروع کر دیا۔ لیکن حالت اسوقت یہ تھی۔ کہ اونٹ مہار کے کھینچنے سے دوہرے ہو ہو جاتے۔ لیکن واپس نہ پلٹتے۔ آواز دم بدم بلند ہوتی گئی۔ اسپر جو اونٹ اور گھوڑے پھرتے نہ تھے۔ ان کے سواروں نے تلواریں کھینچ کر ان کی گردنیں اڑا دیں۔ اور پیدل ہو کر حضور کی طرف آ گئے۔

پس اس واقعہ پر ابھی چند دن نہ گذرے تھے۔ کہ وہ واقعہ پیش آیا جس کا پہلے ذکر ہوا۔ اور ان چند لفظوں نے کیا نتیجہ پیدا کیا؟ چونکہ انصار مومن تھے۔ اس لئے دنیاوی نتیجہ سے محروم رہے۔ اور خدا نے ان کا ایمان بچا لیا۔ مگر دیکھو انہوں نے کن دقتوں سے یہ رتبہ حاصل کیا تھا۔ اور کھونے میں ذرا بھی دیر نہ لگی ۔

خدا کے مقابلہ میں ہر چیز ہیچ ہے

پس بہت ہوشیار اور چوکس رہنا چاہیئے۔ کیونکہ برسوں میں حاصل کی ہوئی چیز منٹوں میں ضائع ہو جاتی ہے۔ یاد رکھو۔ خدا کے مقابلہ میں علم کام نہیں آتے۔ دنیاوی اور دینی رتبہ بھی کچھ کام نہیں آتے۔ خاندان کام نہیں آتے۔ غرض خدا کے مقابلہ میں کوئی بڑائی کام نہیں آتی۔ اگر کوئی ان باتوں پر گھمنڈ کرتا ہے۔ تو غلطی کرتا ہے۔ چاہیئے کہ اللہ کے حضور میں انکسار ہو۔ اور ایمان کی حفاظت کے لئے کوشش اور دعا ہو۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے۔ اور آپ کو سمجھ دے۔ کیونکہ وہ ایمان جو برسوں میں حاصل ہوتا ہے سیکنڈوں میں ضائع ہو سکتا ہے۔ اگر اس کی حفاظت نہ کی جائے ‪÷‬

سامانہ و لدھیانہ کے جلسے

۱۵۔ نومبر کو حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی خاکسار اور جناب میر قاسم علی صاحب انجمن احمدیہ سامانہ کے سالانہ جلسہ پر گئے۔ یہاں کا سالانہ جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت کامیاب ہوا۔ خلاف توقع لوگ جمع ہوئے۔ اور اچھی طرح انہوں نے ہماری تقریروں کو سنا۔ اور جو مقابلہ میں آیا۔ اس کو بھی نیچا دیکھنا پڑا۔ جس سے مجمع پر بہت اچھا اثر ہوتا رہا۔ وہاں کی مفصل رپورٹ برادرم فضل الرحمٰن صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سامانہ ہی تحریر فرما دینگے۔ مجھے تو یہ حکم تھا کہ لدھیانہ کے احمدیہ جلسہ میں شریک ہوں۔ لیکن جناب میر صاحب سیدھے قادیان تشریف لائے۔ قادیان سے جناب حافظ روشن علی صاحب اور جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور لدھیانہ میں پہنچ گئے اور ۲۲-۲۳- نومبر دو روز جلسہ قرار پایا۔ پہلے روز صرف شیخ محمد یوسف صاحب کا لیکچر تھا۔ اور دوسرے روز پہلے جناب حافظ روشن علی صاحب کا اور دوسرا وقت خاکسار کا۔ مجمع خلاف توقع کثیر التعداد میں تھا۔ اور تبلیغ اچھی ہوئی۔ چونکہ اختتام لیکچر پر سوال و جواب کے لئے وقت رکھا گیا تھا اسلئے شیخ صاحب کی تقریر پر سکھوں میں سے تو نہیں ہاں ان کی طرف سے عیسائیوں کی سے عبد الحق معترض ہوا۔ اور دوسرے روز حافظ صاحب اور م

تصدیق تحقیق احمدیہ

امام رازی اور امام غزالی کی شہادت

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی بغور ملاحظہ فرمائیں

مولوی ثناء اللہ امرتسری اخبار اہلحدیث کے ایک سٹینڈنگ آرٹیکل میں لکھتے ہیں:۔

”مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی حسرت و افسوس سے کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم نے مرزا صاحب کے علم سے کوئی حصہ نہ پایا۔ بحیثیت مسیح اور مہدی نہ سہی بحیثیت مصنف ہی کوئی عمدہ بحث ان سے ایسی ملی ہوتی جیسی امام غزالی اور امام رازی سے ہم کو پہونچی ہیں۔“

(اہلحدیث مورخہ ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء ص۳ کالم ۱)

ایڈیٹر اہلحدیث کی اس روایت یا شکایت کو پڑھ کر جس کے لفظ لفظ سے بظاہر درد اسلام و ہمدردی اہل اسلام کا اعلام و اشتہار ہو رہا ہے۔ شاید اکثر ناظرین اہلحدیث نے سمجھا ہوگا۔ کہ سیالکوٹی مولوی صاحب کیسے بے تعصب اور علم دوست فاضل ہیں کہ باوجود اختلاف شدید اپنے حریف کی خوبی کا اقرار کر لینے سے عار نہیں کرتے۔ بشرطیکہ کوئی ہو۔ اور نیز اس سے مستفید ہونے کو جھٹ تیار ہو جاتے ہیں ‪÷‬

لیکن بکمال افسوس لکھا جاتا ہے۔ کہ در اصل صورت حال ان کے اس خیال کے مطابق نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس ہے اور یہ کہ جس طرح مولوی صاحب نے قرآن و حدیث جیسے حقیقی معیار صداقت سے کم فائدہ اٹھایا یا نہ اٹھایا۔ اور یہاں تک تنزل پسند ہو گئے ہیں۔ کہ متکلمین اسلام کے نتائج افکار کو مستند و زیادہ کار آمد فرمانے لگے ہیں۔ اسی طرح امام رازی اور غزالی کی تحقیق سے بھی انہوں نے کافی حصہ نہیں پایا ‪÷‬

میرا یہ خیال یونہی نہیں ہے۔ بلکہ میں اس کے ثبوت بھی رکھتا ہوں۔ اور وہ بھی اس قسم کے جو ہم احمدیوں اور غیر احمدیوں کے بعض معرکۃ الآراء مختلف فیہ مسائل پر ایک حد تک تسلی بخش اثر ڈال سکتے ہیں۔ بلکہ بمنزلہ قول فیصل کہیں تو بیجا نہ ہو گا۔ مثلاً یہ کہ توفی کے اصل معنے کیا ہیں؟ انسان کا اطلاق روح یا نفس پر مع بدن ظاہر کے ضروری ہے یا مطلق روح و نفس انسان پر بغیر اس بدن ظاہر کے؟ آیۃ رافعک الیّ میں مسیح علیہ السلام کے ساتھ وعدہ رفع بطرف آسمان ہے یعنی جسمانی ہے یا اس سے مراد درجہ اور عزت کی بلندی ہے؟ یہ کہ مسیح علیہ السلام کس قسم کے مردے زندہ کرتے تھے۔ اور کس قسم کے مریضوں کو اچھا کرتے تھے۔ اب وہ حوالے مختصراً عرض کر دیتا ہوں:۔

(۱) تحقیق معنے توفی۔ امام رازی زیر تفسیر آیہ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً فرماتے ہیں۔

یتوفون معناہ یموتون ویقبضون قال اللہ تعالےٰ یتوفی الانفس حین موتھا واصل التوفی اخذ الشیٔ وافیاً کاملاً ویقال توفی فلان وتوفی اذا مات فمن قال توفی معناہ قبض واخذ ومن قال توفی کان معناہ توفی اجلہ واستوفی اکلہ وعمرہ و علیہ قراۃ علی علیہ السلام بفتح الیاء۔ تفسیر کبیر جلد الثانی مطبوعہ عامرۃ شرفیہ مصر ۱۳۰۸ھ ص۲۷

یعنے یتوفون کے معنے ہیں مر جاتے ہیں۔ اور ان کی روح قبض کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ نفوس کی توفی موت کے وقت ہوتی ہے۔ اور اصل توفی کا معنی ہے۔ کسی چیز کا پورا پورا لے لینا اور توفی فلاں اور توفی کسی کے بارہ میں جب بولتے ہیں کہ وہ مر جائے۔ پس جب کسی کی نسبت توفی کہا جائے۔ تو اس کا معنی ہو گا۔ کہ اس کی روح قبض کی گئی اور لی گئی۔ جس نے کسی کی نسبت توفی کہا۔ تو اس کے معنے ہونگے۔ کہ اس نے اپنی اجل پوری کر لی اور اپنا آب و دانہ اور عمر بھر پائی۔ اور آیہ جناب علی علیہ السلام کی قرأت میں ی کی فتح سے ہے یعنی بجائے یُتَوَفَّوْنَ کے یَتَوَفَّوْنَ ہے۔

آجکل اخبار اتحاد امرتسر کا نامہ نگار مولوی فاضل لفظ توفی بمعنی اماتت کو مشتبہ قرار دے رہا ہے۔ وہ بھی ذرا اس تشریح کو بغور و خوض مطالعہ کرے ‪÷‬

فرمایئے! مولوی صاحب۔ آپنے امام رازی کی پسندیدہ اور عمدہ مباحث علمی کی فہرست میں تفسیر کبیر کو

بھی لیا ہوا ہے یا نہ؟ اگر اس کو شامل فرمایا ہے۔ تو آپ نے کبھی اس مقام کو بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔ اگر فرمایا ہے۔ تو اعلان سے فرمایئے۔ اس بحث سے حضرت مسیح قادیان کی تحقیق متعلق معنی توفی کی تائید ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے۔ تو آپ نے اس کو تسلیم بھی کیا ہے یا نہ؟ اگر نہیں کیا تو فرمایئے۔ امام رازی کے مباحث علمی سے آپ کو کیا فائدہ پہونچا۔ اور آپ کا اپنے ہم مشربوں میں بیٹھ کر مسیح موعود کے فیض علم سے محروم رہ جانے پر حسرت و افسوس کے آنسو بہانا چہ معنی دارد۔ اگر آگے فائدہ نہیں اٹھایا۔ تو بسم اللہ اب ہی سہی۔ اہل حدیث کیا اعلان فرما دیجئے۔ کہ توفی بمعنی قبض روح ہے۔ نہ قبض روح مع الجسم۔ ہے اتنی اخلاقی جرأت؟ ورنہ دوبارہ امام رازی کا نام نہ لینا۔

(۲) انسان کا لفظ متعلق روح انسان یا نفس انسان پر بولا جاتا ہے۔ جو موت کے بعد زندہ رہتا ہے۔ نہ کہ جسم انسان پر جو موت کے بعد فناپذیر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ امام رازی۔ آیۃ یسئلونک عن الروح کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"لایمکن ان یکون الانسان عبارۃ عن ھذا الجسم"

یعنی ممکن نہیں کہ انسان سے مراد یہ ظاہری جسم ہو۔ اور اس دعوی کے ثبوت میں بہت سے دلائل دئے ہیں منجملہ

(السادستہ) ان قولہ تعالے۔ یعرضون علیھا غدوا وعشیا وقولہ اغرقوا فادخلوا نارا یدل علی ان الانسان یحیی بعد الموت وکذلک قولہ علیہ الصلوۃ والسلام انبیاء اللہ لا یموتون ولکن ینقلون من دار الی دار وکذلک القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النار وکذلک من مات فقد قامت قیامتہ کل ھذہ النصوص تدل علی ان الانسان یبقی بعد موت الجسد وبدیھۃ العقل والفطرۃ شاھدان بان ھذا الجسد میتا ولو جوزنا کونہ حیا جاز مثلہ فی جمیع الجمادات وذلک عین السفسطۃ واذا ثبت ان الانسان حی وثبت کان الجسد میتا لزم ان الانسان شیء غیر ھذا الجسد

کبیر جلد ۵ ص ۴۴۶

یعنے جو خدا فرماتا ہے۔ کہ آل فرعون صبح و شام آگ کے سامنے کئے جاتے ہیں۔ اور دوسری جگہ نوح کی قوم کی نسبت فرمایا کہ غرق آب کر کے وہ جہنم میں داخل کئے گئے۔ یہ آیات دلالت کرتی ہیں۔ کہ انسان موت کے بعد بھی زندہ رہتا ہے اور اسی طرح حدیث نبوی ہے۔ کہ انبیاء خدا کے مرتے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ اور اسی طرح یہ کہ جو مر گیا۔ اس کی قیامت قائم ہو گئی۔ یہ تمام آیات واحادیث دلالت کرتی ہیں کہ انسان جسم کی موت کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔ اور عقل سلیم اور فطرت انسانی دونوں گواہی دیتے ہیں۔ کہ جسم انسانی تو سامنے مردہ پڑا ہے۔ اگر کہیں کہ نہیں۔ وہ زندہ ہوتا ہے۔ تو پھر سب جمادات کی نسبت ماننا پڑیگا۔ اور یہ عین حماقت ہے۔ پس جب ثابت ہو گیا۔ کہ انسان زندہ ہے۔ حالانکہ جسم تو اس کا مردہ پڑا ہوا ہے۔ تو یہ ماننا لازم ٹھہرا۔ کہ انسان سے مراد یہ جسم نہیں۔ بلکہ اس کے سوائے ہے۔

پھر زیر آیت اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا وھم لا یفرطون ثم ردوا الی اللہ۔ یعنی جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے۔ تو ہمارے فرشتے اس کو قبض کر لیتے ہیں۔ اور وہ کمی نہیں کرتے۔ پھر وہ خدا کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

ثبت ان المردود ھو النفس والروح ثبت ان الانسان لیس الا النفس والروح وھو المطلوب

تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۹۱

یعنی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو چیز انسان کے وجود سے خدا کے پاس لوٹ کر جاتی ہے۔ وہ تو وہی نفس اور روح ہی ہے۔ تو ثابت ہوا۔ کہ انسان سے مراد نہیں ہے۔ مگر نفس اور روح ہی۔ اور یہی بیان کرنا مطلوب ہے۔

مولوی صاحب دیکھیو! امام رازی کو کس قدر اس عقیدہ پر اصرار ہے۔ کہ بار بار کئی جگہ اس کا اظہار فرمایا ہے۔ اب فرمایئے۔ یہ بحث بھی آپ کی نظر سے گذر چکی ہے یا نہ؟ کبھی گذری ہے۔ تو پھر تعجب ہے۔ کہ آپ مولانا رازی کے قدردان ہو کر پھر بھی ان کی بحث علمی کی مخالفت پر کیوں جمے ہوئے ہیں۔ اور عقیدہ رفع جسمانی سے رجوع نہیں کرتے اور اسی طرح دوسرے مولوی صاحبان کو جو آیت وما قتلوہ وما صلبوہ اور آیت وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ کے ضمائر کا مرجع مسیح علیہ السلام کو قرار دیکر مع روح والجسد کے صغری و کبری بنائے پھرتے ہیں۔ ان کو کیوں اصل حقیقت صاف طور پر بتلا نہیں دیتے۔

(۳) آیۃ ورافعک الی میں مسیح کا درجہ اور شان بلند کرنے کا وعدہ ہے۔ نہ کہ ان کو کسی مکان یا سمت میں اٹھانے کا۔ امام رازی آیۃ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

ھذہ الایۃ تدل علی ان رفعہ فی قولہ ورافعک الی ھو الرفعۃ بالدرجۃ والمنقبۃ لا بالمکان والجھۃ کما ان الفوقیۃ فی ھذہ الایۃ لیست بالمکان بل بالدرجۃ والرفعۃ۔ کبیر جلد الثانی ص ۴۸۲

یعنے یہ جو خدا نے مسیح علیہ السلام کے تابعداروں کو وعدہ فرمایا ہے۔ کہ قیامت تک تم کو کافران مسیح کے اوپر رکھوں گا۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے۔ کہ رفع مسیح جس کا ذکر آیۂ ورافعک الی میں ہے۔ اس سے مراد درجہ کی رفعت ہے۔ اور تعریف کی کہ کسی مکان کی یا کسی سمت کی بلندی۔ جیسے کہ لفظ فوق سے جو اس آیت میں ہے۔ اس سے فوقیت مکانی مراد نہیں۔ بلکہ فوقیت درجہ اور بلندی ہے۔

بتایئے مولوی صاحب! اس سے زیادہ واضح تائیدی شہادت کیا ہو سکتی ہے؟ لیکن فرمایئے کہ آپ نے اس نکتہ سے خود کیا فائدہ اٹھایا اور ساتھ ہی کسقدر دوسرے لوگوں کو اس سے آگاہ فرمایا؟

تحقیق محاورہ نزول:۔ امام صاحب زیر آیۃ۔ قد انزلنا علیکم لباسا۔ یعنی خدا فرماتا ہے۔ کہ ہم نے تم پر لباس نازل کیا۔ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

وتحقیق القول ان الاشیاء التی حدثت فی الارض لما کانت متعلقۃ بالامور النازلۃ من السماء صار کانہ تعالی انزلھا من السماء ومنہ قولہ تعالی۔ و انزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج وقولہ۔ انزلنا الحدید

فیہ باس شدید - کبیر جلد ۴ صفحہ ۳۰۱

یعنی اور اصل بات یہ ہے - کہ جو چیزیں زمین پر پیدا ہوتی ہیں - چونکہ ان کا تعلق ان امور سے ہوتا ہے - جو آسمان سے نازل ہوتے ہیں - اس لئے وہ ایسی ہی ہو گئیں - گویا کہ آسمان سے نازل شدہ ہیں - جیسے خدا فرماتا ہے - کہ ہم نے چوپاؤں میں سے آٹھ جوڑے تمہاری خاطر نازل کئے - اور فرمایا کہ ہم نے لوہا نازل کیا - اس میں بڑی قوت ہے -

فرمائیے مولوی صاحب! جب بارش باران وغیرہ کی برکت سے اُگے ہوئے چارہ گھاس اور جھاڑیوں کے پتے کھا کر چارپائے مویشی کانہ تعالیٰ انزلها من السماء کے کلیہ کے تحت میں آ سکتے ہیں - تو مسیح و مہدی قادیان انسان اور کامل انسان ہو کر اور بکثرت و متواتر مشرف بہ الہام و کلام رب الانام ہو کر بھی حدیث نزول مسیح کا مصداق کیوں نہیں ہو سکتا؟ ضرور ہو سکتا ہے -

تاویل معجزات مسیح علیہ السلام - ابو حامد امام محمد غزالی فرماتے ہیں - دنیا میں کوئی ایسا طبیب نہیں - جو مردہ کو زندہ کر سکے - سوائے انبیاء علیہم السلام کے - پس یہ بے شک جہالت کے مُردوں کو زندہ کرتے ہیں - اور جنمی نابینا (مادر زاد اندھا) کو وہی تندرست کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح سے حکایتاً بیان فرمایا - و اُبرئ الاکمه والابرص واحی الموتٰی باذن الله -

دیکھو کتاب طب روحانی و جسمانی امام غزالی رح صفحہ ۴۳ مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور -

سردست امام رازی اور امام غزالی کی تحقیقات علمی میں سے یہی نظائر کافی ہیں - میں مولوی صاحب سیالکوٹی سے دریافت کرنا چاہتا ہوں - کہ ان دونوں اسلامی فلسفیوں ہی کی تحقیق سے آپ نے کہاں تک فائدہ اُٹھایا ہے؟

لیکن واقعات سے ثابت ہے کہ آپ نے مطلق فائدہ نہیں اُٹھایا - کیونکہ اگر ایسا ہوتا - تو آپ کی مخالفت اور عناد سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقائد کے ساتھ اس حد تک نہ ہوتی پھر یہ کسقدر افسوس کی بات ہے - کہ اول تو آپ خود امام رازی اور غزالی کی تحقیق سے لاعلم ہیں - اور اگر آپ کو ان کا علم ہے - اور آپ عوام کی ہر دلعزیزی کی خاطر ان کا اظہار نہیں کر سکتے - تو اس سے زیادہ ایک عالم دین کے لئے شرمناک وتیرہ ہو نہیں سکتا - کہ خود بھی دعوت حق سے دور و نفور رہے - اور دوسروں کے لئے بھی مانع ہدایت حقہ ہونے کا وبال سر پر لیتے رہے - پس بہر حال آپ کی اپنی حالت ہزار حسرت اور افسوس کے قابل ہے نہ کہ حضرۃ مسیح موعود و مہدی مسعود کی جس کی ہدایت اور دعوت حق کا ڈنکہ مشرق سے مغرب تک بج رہا ہے - پس آپ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر اپنی ہی اندرونی حالت کا معائنہ کریں اور آپ ہی اپنے حال پر افسوس کریں - تو بہتر ہو گا - کیونکہ جہاں ایک طرف بوجہ تعصب بے جا بلعم باعور کی طرح اپنے علوم پر مغرور رہ کر خود امام زمانہ کی معرفت سے محروم ہو گئے - اسی طرح دوسری طرف اپنے مسلم علمائے اسلام کی تحقیق کے فہم و ادراک کی توفیق سے بھی آپ بے بہرہ ہو گئے ہیں - والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

عاجز خادم حسین خادم احمدی بھیروی

ممالک غیر کی خبریں

ترکی کیلئے شرائط صلح لندن سے ۱۷ نومبر کو ایک خاص برقی پیام مدراس ٹائمز کو ملا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ترکی کے لئے جو شرائط صلح تجویز ہوئی ہیں۔ بقیاس غالب وہ یہ ہیں۔ کہ سلطان ترکی قسطنطنیہ اور اناطولیہ پر قابض رہینگے۔ لیکن زمانہ گذشتہ کی طرح بدنظمی پیدا کرنے کے اختیارات نہ دئے جائینگے آرمینیا ترکی حکومت سے آزاد رہے گا۔ عراق عرب کو عربوں کی مدد سے ترقی دیجائیگی۔ حجاز بھی قسطنطنیہ کے ماتحت نہ رہیگا۔ بلکہ آزاد ہوگا۔ اور شام اور فلسطین حکم بردار طاقتوں کے زیر اثر ہونگے۔ حرمین شریفین اسلامی حکومت کے تحت میں رہینگے۔ لیکن قصر یلدز کی جماعت ان کی نگران نہ رہے گی ۔

لارڈ سڈنہم کلنڈنے ٹائمز میں ایک آرٹیکل بعنوان "ترکی اور مسلمانان عالم" شائع ہوا ہے۔ جسمیں لارڈ ممدوح نے لکھا ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ وفادار ہندوستانی مسلمان لیڈروں سے ربط ضبط رکھے اور ان پر اعتماد کرے۔ کہ وہ صورت حال عامۃ المسلمین کے ذہن نشین کردیں۔ یہ مضمون مسلمانوں کی ہمدردی سے لبریز ہے۔ لیکن اس امر پر بھی توجہ دلائی ہے۔ کہ ہندو سازشیوں کو مسلمانوں کے جذبات بھڑکانے کا موقع نہ دیا جائے۔ اور خاتمہ پر لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کو تین باتیں دھیان میں رکھنی چاہئیں۔ اول یہ کہ ترکی کا وہ علاقہ جو کسی حکم بردار یا محافظ طاقت کے زیر اثر آئے گا۔ وہ رقبہ میں ان اسلامی سرداروں کے علاقوں سے کم ہوگا۔ جو قسطنطنیہ کی ماتحتی سے آزاد کئے جائینگے۔ دوسرے یہ کہ ان تجاویز پر اظہار ناراضگی کرنا معقولیت کے خلاف ہے جبکو ترک اور سلطان خود رضامندی سے قبول کرنے پر آمادہ ہوں تیسرے یہ کہ باشندگان انگلستان اور برٹش گورنمنٹ کی خواہش یہ ہے۔ کہ فیصلہ منصفانہ اور پائدار ہو۔ اور جو ترکوں کے حقیقی فوائد کے منافی نہ ہو۔ اور جس سے وہ استحکام حاصل ہو سکے۔ جس کی خلیفہ استنبول میں عرصہ دراز سے کمی تھی ۔

ترکی تصفیہ (قسطنطنیہ ۲۴۔ نومبر) ترکی وزارت نے مجلس مصالحت میں اپیل کی ہے۔ کہ ترکی تصفیہ بہت جلدی کیا جاوے۔ اور ساتھ ہی فوری صلح کی تائید میں سنجیدہ دلائل پیش کی ہیں۔

مصری بلوے (لنڈن ۲۳ نومبر) اسکندریہ کی ایک تار ہے۔ کہ چونکہ افواج تمام اہم مقامات پر موجود ہیں۔ اور مسلح موٹریں اور رسالہ شہر میں گشت لگا رہے ہیں اس لئے ہر طرح امن امان ہے ۔

لیبر کانفرنس (واشنگٹن ۱۴ نومبر) لیبر کانفرنس میں مس مارگریٹ بونڈفیلڈ کی یہ تحریک ۴۲ ووٹوں کی مخالفت اور ۳۹ ووٹوں کی موافقت سے منظور ہوئی کہ ہندوستان کے بڑے بڑے کارخانوں میں مزدور بچوں سے کام لینے کی عمر کی حد بجائے ۹ کے ۱۲ سال قرار دیجائے۔ مسٹر جوشی نے اس کی تائید کی تھی۔ آنریبل مسٹر چیٹرجی۔ سی۔ آئی۔ ای نے جو گورنمنٹ ہند کے نمائندے ہیں۔ اس کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ اگر گورنمنٹ کو اتنا وقت دیا جاتا۔ کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق اپنی معقول رائے پیش کرسکتی۔ تو زیادہ بہتر تصفیہ ہو سکتا تھا۔

جنرل ڈینی کن کی کامیابی (شاکہام ۲۲۔ نومبر) ہیلسنگفورس کا ایک تار راوی ہے کہ جنرل ڈینی کن رپورٹ کرتا ہے کہ وہ اوریل اور ٹامبوف کے مابین بالشویکوں کے محاذ کو توڑ کر نکل گیا ہے اور ۵۵ ہزار بالشویکوں کو قتل کیا۔ وہ لکھتا ہے کہ مزدوروں اور کاریگروں کے مرکز سوویٹ کے خلاف باغی ہو گئے ہیں (لنڈن ۲۳۔ نومبر) ۱۱۔ نومبر کو ہیلسنگفورس سے ٹائمز کا ایک تار ملا ہے۔ کہ امیرالبحر کولچک اومسک سے ۱۰۰ میل مقام تارسکو میں ہے۔ سرخ فوج کل اومسک سے ۷۰ میل پر تھی۔ کولچک کی فوجیں باقاعدگی کے ساتھ پسپا ہو رہی ہیں اور سنیدار تش کو عبور کر رہی ہیں ۔

افغانستان میں کرنسی نوٹوں کا اجراء ہمعصر پایونیر رقمطراز ہے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جب امیر صاحب افغانستان کی گورنمنٹ کثیر التعداد کرنسی نوٹ جاری کرنیوالی ہے۔ افغانستان جیسے ملک میں اس مالی تجربہ کے نتیجہ کی بڑی دلچسپی کے ساتھ نگرانی کی جائیگی ۔

ہندوستان کی خبریں

ملتان میں پلیگ ملتان میں ابھی تک پلیگ بدستور پھیل رہی ہے۔ ہفتہ کے روز ۱۸۔ اور یکشنبہ کو ۲ کیس ہوئے ۔

امریکن سونا ہندوستان کیلئے نیویارک ۲۱۔ نومبر۔ ۲ لاکھ ڈالر کا سونا ہندوستان بھیجنے کے لئے خریدا گیا ہے ۔

کانپور کے کارخانوں میں ہڑتالیں کانپور میں مل کے کاریگروں نے ہڑتال کر رکھی ہے جو وولن اور ایلجن ملوں سے شروع ہو کر اب سارے شہر میں پھیل گئی ہے۔ مل کے کئی ہزار کاریگر بیکار ہیں۔ ہڑتال کرنیوالے شرح مزدوری میں بہت اضافے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

بمبئی کے کارخانے میں ہڑتال اخبار ایڈوکیٹ آف انڈیا کو معلوم ہوا ہے۔ کہ پریل میں ٹاٹا ملز کے کام میں ہڑتال سے حرج واقع ہو رہا ہے جو بونس کے مسئلہ پر ہوئی ہے۔ باقی کارخانوں پر کوئی اثر نہیں ہوا ۔

ہندوستان میں وبائی نزلہ (دہلی ۲۴۔ نومبر) ہفتہ گذشتہ میں بہت تھوڑے مقامات سے دوبارہ وبا کی اطلاع آئی۔ احاطہ بمبئی کے وہ مقامات جو پچھلے ہفتہ دوبارہ مبتلا کے گئے تھے۔ وہاں ابھی وبائی نزلہ پھیلنے کے کوئی آثار نہیں۔ سرحدی اضلاع میں یہ وبا کی شکایت ہے۔ اور کئی مقامات پر نمونیا سے بہت زیادہ اموات وقوع میں آئیں۔ جو علاوہ وبائی نزلہ کے ہندوستان کے اس حصہ میں اسوقت اکثر نمودار ہوتا ہے

دیگر مقامات میں بیماری ہلکی قسم کی بتلائی گئی ہے۔ ہفتہ مختتمہ ۱۵۔ نومبر میں آسام کے شہروں میں وبائی نزلہ سے کوئی اموات نہیں ہوئیں۔ پنجاب اور صوبجات متحدہ کے بعض مقامات سے وبائی نزلہ کی اطلاع آئی۔ انہیں سے بڑے بڑے لاہور چھاؤنی اور ڈیرہ دون ہیں۔ کوہ نور واقعہ احاطہ مدراس میں ہلکا وبائی نزلہ پھوٹ پڑا ہے۔ اسی احاطہ کے دیگر مقامات اور مدراس شہر میں اس وبا کے پھیلنے کی کوئی علامت نظر نہیں آتی ۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)